رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا!

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم قادیان

THE ALHAKAM QADIAN

ہفتہ وار
خاص نمبر
دورِ جدید
جلد ۳۷ — نمبر ۱۸ و ۱۹
بابتہ ۲۱، ۲۸ مئی ۱۹۳۴ء

چندہ
والیان ریاست سے ۱۰؍
حکام و امراء سے ۵؍
معاونین سے ۳؍
عوام سے ۲؍
ممالک غیر سے ۱۲؍
فی پرچہ خاص نمبر ۴؍

بہ تقریب یومِ وصال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲۶ مئی ۱۹۳۴ء کو شائع ہوا

مدیر اعلیٰ: شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
مدیر مسئول: شیخ محمود احمد مجاہد مصری عرفانی

الحکم کے اجراء پر حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اظہارِ مسرت بذریعہ مکتوب مبارک

مکرمی شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ معلوم کرکے بیحد خوشی ہوئی ہے کہ آپ الحکم پھر جاری کرنے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت دے اور اس ارادہ کی تکمیل کے سامان پیدا کردے الحکم سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہے اور جو موقع خدمت کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری زمانہ میں اسے اور بدر کو ملا ہے وہ کروڑوں روپیہ صرف کرکے بھی اور کسی اخبار کو نہیں مل سکتا۔

میں کہتا ہوں کہ الحکم ظاہری صورت میں زندہ رہے یا نہ رہے۔ لیکن اس کا نام ہمیشہ کیلئے زندہ ہے۔ سلسلہ کا کوئی مہتم بالشان کام اس کا ذکر کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ تاریخ سلسلہ کا حامل ہے لیکن دل یہی چاہتا ہے کہ الحکم جس کا نام ہی بتا رہا ہے کہ ابتدائے ایام سے سلسلہ کے افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا درجہ سمجھتے تھے اپنی ظاہری صورت میں بھی زندہ رہے

اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی نسل کو اس کی خدمت کی توفیق دیتا رہے۔ اللّٰھم آمین

خاکسار: مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی طابع و ناشر چھپکر الحکم آفس واقع تراب منزل الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع ہوا)
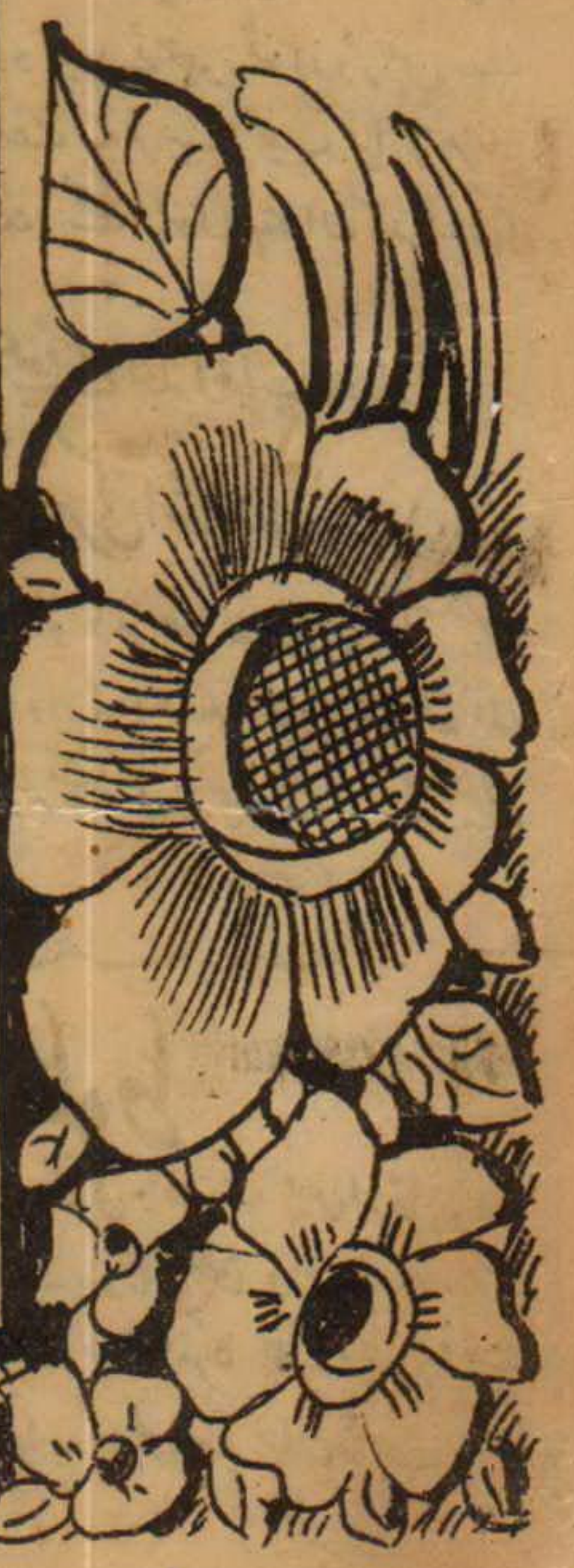
اللہ تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے میں الحکم کا خاص نمبر شائع کر رہا ہوں والحمد للہ علیٰ ذالک۔

الحکم کے خاص نمبر کی اشاعت کے اعلان کرتے وقت مجھے خطرہ تھا کہ میں اسے شائع نہیں کر سکوں گا اس لئے کہ میں نے اس کی اشاعت کے لئے ایسی شرط لگا دی تھی جو موجودہ حالات میں بآسانی پوری نہ ہو سکتی تھی۔ اور وہ یہ تھی کہ پچاس دوست ایک ایک سو کاپی خرید کر پانچ ہزار کی تعداد پوری کر دیں۔ چنانچہ ابتداءً مجھے حوصلہ شکن جواب ملا۔ اور میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ خاص نمبر شائع نہ کیا جاوے۔ مگر میرے اس خیال سے متاثر ہو کر بعض احباب نے زور دیا کہ اس شرط کو اُڑا دیا جاوے اور الحکم کا خاص نمبر ضرور شائع کیا جاوے۔ صفحات کیا تھوڑے ہی ہوں اس پر میں نے اعلان کر دیا کہ ۱۶ صفحوں پر شائع کر دیا جاوے۔ مگر پھر دوستوں نے تقاضا کیا کہ ۳۲ صفحہ نمبر کم از کم شائع ہو۔ میں نے احباب کے اس مطالبہ کے سامنے سر جھکا دیا۔ خریداری کے لئے ایک سو کی تعداد اُڑا دی۔ یہ فیصلہ ایسے تنگ وقت میں کیا گیا کہ مجھے اُمید نہ تھی۔ کہ خریداروں کی درخواستیں حوصلہ افزا ہوں گی۔ مگر میرے اس اعلان پر ایک ایک سو کی درخواستوں کی رفتار بھی تیز ہو گئی۔ اور چھوٹی چھوٹی درخواستیں بھی آنے لگیں۔ اور آج خدا کے شکر کے ساتھ نمبر زیر دل کے ساتھ ہیں

الحکم کا خاص نمبر شائع کر رہا ہوں

چار مہینے سے جاری شدہ اخبار کے لئے خاص نمبر نکال کر کامیاب صورت پیدا کر لینا بہت مشکل ہے۔ مگر الحکم کا دورِ جدید خدا کے **فضل اور رحم** سے قبولیت حاصل کر رہا ہے۔

مضامین کے لحاظ سے میں اس نمبر کو کامیاب یقین کرتا ہوں۔ اگرچہ جیسا میں چاہتا تھا اس کو مرتب نہ کر سکا۔ تاہم جس قدر بھی مضامین ہیں وہ حضرت اقدس کی سیرت و سوانح کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے بصیرت افروز ایمان پیدا کرتے ہیں۔

اس خاص نمبر کی خصوصیتوں میں سے **شاہ نامہ احمدیت** کے ایک پارہ کی اشاعت ہے۔ یہ قابل قدر منظوم تالیف احمدیت کے **فردوسی** صاحب لکھ رہے ہیں۔ اور اس پارہ کے پڑھنے سے معلوم ہو گا کہ وہ کیسی شاندار ہو گی۔ حضرت **ثاقب** اور حضرت **مختار** اور حضرت **اکمل** اور سراپا علم حضرت **بسمل** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عصرِ سعادت کے قابل احترام بزرگ ہیں۔ اور اُنھوں نے اپنے کلام کو اشاعت کے لئے بھیج کر ممنون فرمایا۔

عہدِ جدید کے شعراء میں حضرت شبنم (خسری) اور تسنیم کا کلام بھی ایک نئی شان رکھتا ہے۔

ذکرِ حبیب کے سلسلہ میں مکرمی پروفیسر سردار مصباح الدین احمد صاحب نے جو گلدستہ پیش کیا ہے وہ نہایت بلند پایہ کا ہے۔ اور حضرت اکمل کی یاد ایام فی الحقیقت تڑپا دینے والی چیز ہے۔

بعض دوسرے احباب کے مضامین بوجہ عدم گنجائش درج نہ ہو سکے۔ خصوصیت سے میں نادم ہوں کہ مخدومہ محترمہ اہلیہ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ کا ذکرِ حبیب میں درج نہ کر سکا۔ میں نہایت ندامت کے ساتھ ان سے معافی چاہتا ہوں۔ اور الحکم کی اگلی اشاعت میں اسے شائع کر رہا ہوں۔

اسیطرح عزیز مکرم مولانا انور بوتالوی کے مرسلہ حالات اور مکرمی مولانا قدسی کی نظم بھی اگلے نمبر پر ملتوی کرتے ہوئے مجھے تکلیف ہو رہی ہے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ احباب میری مجبوریوں پر نظر کرتے ہوئے معاف فرمائیں گے۔

حضرت صاحبزادہ سراج الحق صاحب نعمانی اور ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب نے بھی اپنے خادم قدیم کو نوازا ہے۔

بہر حال خدا کا شکر ہے کہ یہ نمبر شائع ہو گیا۔ مجھے دوستانہ اور برادرانہ گلہ اپنے قادیان کے علماء و بزرگوں سے ہے کہ وہ الحکم کے لئے کوئی مضمون باوجود درخواستوں کے نہ لکھ سکے۔ اور حضرت سلطان القلم کے ان خدام کی بے اعتنائی افسوس کے قابل ہے۔

اس خاص نمبر کی اشاعت کے ساتھ مجھے حوصلہ اور اُمید ہو رہی ہے کہ آئندہ الحکم کا اگر کوئی خاص نمبر شائع کیا گیا تو بہت بڑی کامیابی سے ان شاء اللہ شائع ہو سکے گا۔ چنانچہ میرے زیرِ نظر ہے کہ

الحکم کا سالانہ نمبر

بہت بڑے حجم کا سالانہ جلسہ کی تقریب پر شائع کیا جاوے اور وہ مصور نمبر ہو۔

اس کے متعلق میں عنقریب اللہ نے چاہا تو اعلان کروں گا۔ اب آخر میں ان دوستوں کا شکریہ ادا کرتا جنھوں نے مجھے اس نمبر کی اشاعت میں ہر طرح مدد دی۔ اپنے عملہ میں سے عزیزم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی اور منشی حبیب احمد صاحب کا خصوصیت سے ممنون ہوں، کہ صرف ان کے حوصلہ دلانے پر میں اس کی اشاعت کا بار اُٹھا سکا۔

میں چاہتا تھا کہ تمام خریداروں کے نام شائع کر سکوں مگر میں صرف اُن بزرگوں کے نام دیتا ہوں جنھوں نے ایک ایک سو اور پچاس پچاس کی تعداد میں پرچے خرید کئے ہیں:—

(۱) حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ صاحبہ بنت حضرت مسیح موعود علیہ السلام — سو کاپی
(۲) حضرت سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب سکندر آباد دکن — ״
(۳) حضرت نواب اکبر یار جنگ بہادر حیدر آباد دکن — ״
(۴) جناب مرزا برکت علی صاحب امیر جماعت اباداں (ایران) — ״
(۵) حضرت مولوی اختر علی صاحب پنشنر بھاگلپور — ״
(۶) مکرمی مولوی عبدالاحد صاحب مبلغ سلسلہ — ״
(۷) مکرمی مولوی غلام احمد صاحب مبلغ سلسلہ — ״
(۸) خان بہادر چودھری محمد دین صاحب وزیر مال جے پور — ״
(۹) قاضی محمد نذیر صاحب مولوی فاضل لائلپور — ״
(۱۰) سردار امیر محمد خان صاحب تمندار و مجسٹریٹ درجہ اول کوٹ قیصرانی — ״
(۱۱) بابو غلام حسین صاحب لدھیانوی جدید دہلی — ״
(۱۲) جماعت احمدیہ راولپنڈی — ״
(۱۳) ڈاکٹر محمد شفیع صاحب جڑانوالہ — ۵۰ کاپی

میزان ۱۲۵۰

اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے آرڈر ہیں —

پرچہ جب کہ نصف کے قریب چھپ گیا تو مزید آرڈر موصول ہوئے۔ مجھے افسوس ہے ان آرڈروں کی تعمیل نہ ہو سکے گی

ہاں اگر پرچہ دیکھنے کے بعد احباب دوبارہ

اس نمبر کی اشاعت

ضروری خیال کریں تو دو ہزار مزید درخواستیں جمع کر دیں۔ ورنہ ادارہ الحکم خرچ کا اس قدر بوجھ برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے ان کی تعمیل سے معذور ہو گا۔ (ایڈیٹر)

خطوط

چٹ نمبر کا حوالہ نہ ہونے کی وجہ سے بعض اوقات دفتر ان کی تعمیل سے ایک حد تک معذور ہوتا ہے۔ اسلئے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دینا نہایت ضروری ہے۔ احباب خاص طور پر خیال رکھیں

(مینجر)

شاہنامۂ احمدیت کا ایک پارہ!

تذکرۂ ولادتِ مسیح موعود علیہ السلام

(از جناب میرزا ظہیر الدین صاحب طالب)

الحمد للہ الحکم کو ہمیشہ ناز رہے گا کہ اس نے ہمیشہ نادر و نایاب چیزوں کو اپنے محترم قارئین کے سامنے رکھا ہے۔ الحکم کا یہ خاص نمبر اس لحاظ سے ممتاز رہے گا کہ اس میں شاہنامہ احمدیت کا ایک گراں قدر شاہکار شائع ہو رہا ہے۔ قادیان کے باہر شاید ابھی تک معلوم نہ ہو اور قادیان میں بہت ہی کم لوگ جانتے ہونگے کہ ایک نہایت ذہین اور زیرک نوجوان پورے اخلاص اور محبت کے ساتھ شاہنامہ احمدیت کی تصنیف میں مصروف ہے۔ جس وقت یہ جلیل القدر تصنیف طبع ہو کر شائع ہوگی احمدیت کی ایک مؤثر تبلیغ کا انشاء اللہ ایک زبردست ذریعہ ہو سکے گی (اے اللہ ایسا ہی کر) مرزا ظہیر الدین صاحب طالب بڑی محنت اور محبت سے اسے لکھ رہے ہیں۔ یہ گویا سلسلہ کی منظوم تاریخ ہوگی۔ میری درخواست پر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واقعہ ولادت کے وقت کے حالات دیکر مجھے ممنون فرمایا۔ قارئین الحکم مرزا صاحب کیلئے دعا کریں کہ وہ اس اہم اور ضروری تصنیف کو مکمل کرنے کی توفیق پائیں۔

(عرفانی)

ہوئی صرفِ ظلمت فضائے جہاں جب — دھواں دھار ہونے لگا آسماں جب
تغیر ہو روحِ فطرت میں پیدا — شیاطین نے دخل ایماں میں پایا
نہ ایماں رہا اور نہ ایمان والے — نہ اسلام کی شوکت و شان والے
زمانے سے مفقود تھی حق کی بستی — کہیں بدعتیں تھیں کہیں بُت پرستی
نہ ہادی تھا کوئی نہ تھا کوئی رہبر — کوئی بدعتی تھا تو کوئی تھا بُت گر
نہ تھا مرتبہ داں کوئی انبیاء کا — نہ عامل تھا کوئی کلامِ خدا کا
جھکاتے تھے سر جا کے قبروں کے آگے — شب و روز کرتے تھے پیروں کو سجدے
کوئی فرد تھا فتنہ پردازیوں میں — کوئی فرد تھا تفرقہ سازیوں میں
رسالت کی عظمت کا تھا کوئی منکر — لبطونِ عقائد میں تھا کوئی کافر
کوئی منہمک تعزیہ داریوں میں — کوئی مبتلا نالہ و زاریوں میں

وہ اسلام کا ایک سرسبز پودا — محمدؐ نے پروان جس کو چڑھایا
کیا اس کو پامال جورِ خزاں نے — تغیر کیا اس میں اہلِ جہاں نے
غرض ایک طوفانِ محشر تھا برپا — سبق ذرّے ذرّے میں تھا دہریت کا
بالآخر وہ دن آیا تھا جو معیّن — کہ رحمت سے معمور تھا جس کا دامن
وہ دن جس نے اسلام کی لاج رکھ لی — وہ دن جس نے اسلام کو تقویت دی
وہ دن جس میں انوار رطب اللساں تھے — وہ دن منتظر جس کے اہلِ جہاں تھے
وہ دن جو مریضوں کو جامِ شفا تھا — وہ دن جس نے دکھلایا روئے مسیحاء
خبر جس کی فخرِ رسل دے چکا تھا — زباں پر ملائک کی تھا جس کا کلمہ
مرادیں لئے صبحِ اُمید آئی — تمنائیں پوری ہوئیں عید آئی
نئے سر سے اسلام کا بخت جاگا — ہوا مومنوں کا پھر ایمان تازہ

فلک پر تھے رقصاں اُدھر چاند تارے — زمیں کے اِدھر نقش تھے پیارے پیارے
حذف سارے صدرِ فلک در بکف تھے — کہ دشت و جبل سب جواہر بکف تھے
زمرد ہوا [illegible] سبزہ — جمالِ نہالانِ گلشن بھی نکھرا

فلک پر تھا چھایا ہوا ابرِ رحمت — ہوائیں سناتی تھیں پیغامِ عشرت
دل افروز ہر اک چمن کے نظارے — خوشی میں کھلے جاتے تھے پھول سارے

یکایک کھلے آسماں کے دریچے — کہ دیکھے خدا اپنی قدرت کے جلوے
فضا بن گئی مثلِ آئینہ ساری — کہ آنے کو تھی اک نبی کی سواری
لطائف کا انبوہ دار الاماں میں — نزولِ ملائک ہوا قادیاں میں
ہر اک دیکھتا رحمتِ کبریا کو — ہر اک دیتا تھا تہنیت مرتضےٰ کو
مبارک ہو پھر دورِ آرام آیا — مبارک مسیحائے اسلام آیا
وصیٔ نبیؐ آج پیدا ہوا ہے — ولیٔ خدا جلوہ آرا ہوا ہے
ولادت شہِ دو جہاں کی ہوئی ہے — ولادت مسیحِ زماں کی ہوئی ہے
ولادت ہوئی ہے خدا کے نبیؐ کی — ولادت ہوئی ہے خدا کے ولی کی
نہ قصے رہے بدعت و دہریت کے — نہ جھگڑے رہے کفر کی اہمیت کے
امینِ خدا اور دلارا خدا کا — حکم بن کے آیا پیارا خدا کا

سلام

سلام اے مہِ آسمانِ نبوت — سلام اے عروسِ حرمگاہِ فطرت
سلام اے سپہرِ ازل کے ستارے — سلام اے خدا و نبی کے دلارے
سلام اے خلیلِ حریمِ شجاعت — سلام اے محمدؐ کے نورِ بصارت
سلام اے نبوت کے پھولوں کی ڈالی — سلام اے گلستانِ ایماں کے مالی
سلام اے جگر گوشۂ نوحِ ذیشاں — سلام اے شمیمِ گلستانِ ایماں
سلام اے تجلی و شمعِ ہدایت — سلام اے گلِ بوستانِ نبوت
سلام اے ولایت کی دنیا کے والی — سلام اے شہنشاہ ذی شانِ عالی

سلام اے غریبوں کے ملجا و ماوا
سلام اے یتیموں کے آقا و مولا

ذکریات

عالم اسلامی میں میرے آقا کے تذکرے

حضرت مسیح موعود کا ایک ادنیٰ خادم شاہی دربار میں

دسمبر ۱۹۲۹ء میں میں بغداد میں تھا۔ اسوقت عراق کے تخت پر عالم اسلامی کا مشہور مدبر اور بہادر بادشاہ فیصل حکمران تھا فیصل کی زندگی اور اس کی تاریخ انقلابات کے صفحات سے پُر ہے۔ وہ پتلا دُبلا نحیف الجثہ انسان تھا۔ مگر اس کی نظر دور بین تھی۔ اور اس کا فکر نکتہ رس تھا۔ اس نے نہ صرف اپنی ذات میں انقلاب پیدا کیا۔ بلکہ عالم اسلامی میں وہ انقلاب پیدا کیا۔ جس کی یاد اب تاریخ سے مٹ نہیں سکتی وہ ایسا انسان تھا جس نے آنِ واحد میں شام کی سلطنت کھو کر عراق کی سلطنت حاصل کرلی اور اپنے تدبر سے ایک مردہ قوم کو زندہ قوموں کی صف میں لاکر کھڑا کردیا۔

جنوری کا مہینہ تھا۔ بغداد میں سخت سردی پڑ رہی تھی۔ ہاتھ ٹھٹھر رہے تھے۔ اور بارشیں بھی ہو رہی تھیں۔ بادشاہ نے مجھے باریابی کا موقع دیا۔ بادشاہ کا دیوان قصر سے دور تھا۔ اسدن سردی اور بارش اتنی تیز تھی کہ میں یقین کرتا تھا کہ آج شاہ اپنے دیوان میں نہیں آئیں گے ۹ بجے میں دیوان میں پہنچا۔ معلوم کرنے سے معلوم ہوا کہ شاہ ۸ بجے سے بھی پہلے آگئے تھے۔ مجھے حیرت ہوئی۔ ۹ بج کر چند منٹ پر مجھے طلب کیا گیا۔ شاہ کا کمرہ ایک بہت بڑا ہال تھا۔ جو ایرانی قالینوں سے مفروش تھا۔ اور جس کے مختلف کونوں میں کوچوں کے سٹ پڑے ہوئے تھے۔ شاہ دروازہ کے قریب چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھا کر ٹہل رہے تھے۔ جوں ہی میرا سامنا ہوا بادشاہ کھڑے ہوگئے میں نے سلام کیا۔ شاہ نے ہاتھ بڑھایا۔ میں نے مصافحہ کیا اور اس کے بعد مجھے ساتھ لیکر ہال کے صدر میں گئے۔ اور مجھے بیٹھنے کا ارشاد فرمایا اور بیٹھ گئے۔ میں نے شاہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا:—

”میں مذہبًا احمدی جماعت کا فرد ہوں۔ جن کا اعتقاد ہے کہ حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام قادیانی اس زمانے میں مسیح موعود اور مہدی تھے۔ ہماری جماعت اس وقت دس لاکھ سے کچھ اوپر ہے۔ ہمارے افراد تمام دنیا میں پھیل گئے ہیں۔ اسوقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند اکبر حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی ہیں۔ ان کے زمانے میں ہماری جماعت کو بڑی ترقی ہوئی۔ انہوں نے یورپ اور امریکہ کے سوا مشرق کے مختلف ملکوں میں سلسلہ کے مشن کھولے۔ اور آپ نے جماعت کو پورے طور پر منظم کردیا۔ حجاز کا انقلاب جب ہوا۔ ہندوستان میں ایک زلزلہ رونما ہوا۔ سب مسلمان مخالفت کررہے تھے۔ اسوقت صرف حضرت خلیفۃ المسیح نے آواز اٹھائی کہ جیسے دیگر اقوام کو آزادی کا حق ہے۔ ویسے ہی عربوں کو بھی حق ہے۔ عرب وہ ہیں جنھوں نے ساری دنیا کو تمدن اور علوم سکھلائے۔ اور اسلام جیسا پاکیزہ مذہب بھی ہم کو ایک عربی کے طفیل ملا“ الخ

یہ سن کر بادشاہ مجھ سے یوں مخاطب ہوئے:—

”مجھے احمدی جماعت کا اچھی طرح علم ہے۔ میں مرزا احمدؐ قادیانی کو دنیا کا ایک بہت بڑا انسان سمجھتا ہوں۔ میں انکی جماعت کے کام سے جو یورپ امریکہ میں ہو رہا ہے واقف ہوں۔ اور میرے دل میں اس جماعت اور اس کے بانی کا بڑا احترام ہے اور عربی قضیہ میں جو امام جماعت احمدیہ قادیان نے کہا اسکے لئے میں اپنے اندر جذبۂ امتنان پاتا ہوں“

(۲)

دجلہ کے کنارے

دجلہ کا کنارہ تھا۔ شاہ علی بن حسین جو حجاز کے بادشاہ تھے۔ اپنے محل کے شہ نشین پر جو بالکل دجلہ کے پانی پر واقع تھا۔ آرام کرسی پر تنہا بیٹھے ہوئے تھے۔ اور دجلہ میں کشتیوں کی سیر دیکھ رہے تھے۔ صبح کا وقت تھا۔ سورج کی کرنیں دجلہ کے پانی میں پڑ کر عجیب سیمابی منظر پیدا کر رہی تھیں۔ ہوا میں ایسی خنکی تھی جو تازگی لئے ہوئے تھی۔ دجلہ کے کنارے اسوقت خاص رونق تھی۔ ملک علی اس پرلطف منظر کی سیر کر رہے تھے کہ خاکسار کو باریابی کا موقع ملا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر آیا۔ بادشاہ بغور سنتے رہے اور پھر کہا:۔

”میں نے مرزا قادیانی کا ذکر پہلے بھی سنا ہے۔ میں انکو اسلام کا بڑا خدمت گذار جانتا ہوں۔ میرے خیال میں دعوے میں ان کو غلطی لگی ہے“

(۳)

نیل کے کنارے

وادی دجلہ اور فرات سے نکل کر اور شام اور فلسطین سے گذر کر میں وادی نیل میں گیا۔

ایک دن شام کا وقت تھا۔ علامہ احمد ذکی پاشا کے محل کے سامنے ایک چھوٹا سا باغیچہ ہے۔ جس میں آم کے درختوں کو خاص امتیاز ہے۔ باغیچہ میں تر و تازگی تھی۔ چھڑکاؤ ہوا ہوا تھا۔ اور پاشا موصوف نے اپنے دوستوں کے جمگھٹے میں بے تکلف بیٹھے ہوئے تھے۔

مصر کے پاشا عام طور پر انگلستان کے لارڈوں سے کم نہیں ہوتے۔ اسلئے علی العموم ان میں ایک قسم کا تکبر پیدا ہو جاتا ہے۔ ان کے محلات میں ملنا بھی آسان نہیں ہوتا۔ مگر ذکی پاشا کے محل میں یہ باتیں مفقود تھیں۔ وہ عرب ہیں۔ عربوں کے لیے خاص جذبات رکھتے ہیں۔ اپنے آپ کو شیخ العروبہ کہتے ہیں اور قصر کے دروازے پر

دارالعروبہ

لکھا ہوا ہے۔

احمد ذکی پاشا اسلام کے زبردست مورخ ہیں۔ مجلس وزراء کے سکرٹری تھے اسوقت عالم عربی میں بہت محبوب ہیں۔

ان کے قصر کے سامنے نیل کا دریا بڑی شان سے بہ رہا تھا سامنے کے کنارے پر رنگین بڑے بڑے ہوس بوٹ ان کے اوپر سربفلک عمارتیں۔ ان کے اوپر کو مقطم کی چوٹیاں۔ اور کھجور کے درخت دل میں ایک زندہ دلی پیدا کر رہے تھے۔ ایسے سہانہ وقت میں روزانہ ذکی پاشا اپنی مجلس لگاتے ہیں کوٹ پتلون اُتار کر ایک لمبا عربی کرتا پہن کر اور سر پر ایک ایسی ٹوپی جیسے دہلی والے پہنتے ہیں پہن کر بیٹھتے ہیں۔ شطرنج اور اسی قسم کی اور کھیلیں بھی کھیلی جاتی ہیں۔ باتیں بھی ہوتی ہیں۔ خوش گپیاں۔ علمی تذکرے۔ تاریخی بحثیں سب کچھ اسی مجلس میں ہو جاتا ہے۔ میں بھی گاہ گاہ اس مجلس میں پاشا کو ملنے جایا کرتا تھا۔

مجھے دیکھتے ہی پاشا نے اپنی عادت کے مطابق مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ آئے۔ اپنے دوستوں سے کہا کیا تم نہیں جانتے۔ کہ یہ مرزا احمد قادیانی کے مذہب کے یہاں مبشر ہیں۔ یہ کہنے پر میری طرف گردنیں اُٹھیں۔ اور بعض استہزا سے اور بعض محبت سے ملنے لگے۔

پاشا نے پھر کہا:۔

”یہ لوگ بڑے باہمت ہیں۔ دنیا میں انھوں نے اسلام کی اشاعت کا وہ کام کیا ہے جسکی مثال صحابہ کے زمانہ کے کہیں نہیں ملتی۔ یورپ میں امریکہ میں ان کی مساعی سے اب سینکڑوں مسلمان پیدا ہوگئے ہیں“

میں نے کہا کہ یہ ساری خوبی میرے سید و مولیٰ کی ہے جس نے ایسی جماعت پیدا کی۔ تو پاشا نے کہا کہ

”بیشک بیشک یہ سب انھیں کی برکت ہے۔ وہ اسلام کا مایہ ناز فرزند تھا لوگ سمجھتے نہیں“

(۴)

خدیو مصر کی والدہ کے محل میں

قاہرہ کے بہترین حصے میں ایک جگہ قصر الدوبارہ ہے جہاں خدیو عباس علی سابق فرمانروائے مصر کی والدہ کا محل ہے۔ یہ محل بڑا شاندار محل ہے۔ اس محل کی مصر میں بڑی شہرت تھی۔ اسلئے کہ خدیو کی ماں جو ام المحسنین کہلاتی تھی اس جگہ رہتی تھیں۔ سینکڑوں آدمیوں کا جمگھٹا تھا۔ محل میں بڑی چہل پہل تھی۔ میں خدیو مصر کے چھوٹے بھائی ہز ہائینس محمد علی پاشا سے ملنے گیا۔ محل میں اس رات بے شمار ملاقاتی جمع تھے۔ خاکسار نے ...... شاہی رجسٹر میں اپنا نام احمدیہ مشنری کے مبارک الفاظ کے ساتھ درج کردیا۔

قصر لقبہ نور بن رہا تھا - مجھے میری باری پر اندر بلایا گیا - محمد علی پاشا ایک شکیل و وجیہ نوجوان ہیں - دروازے پر آپ کھڑے تھے - میں آپ کو پہچان نہ سکا میں نے اُن کو باڈی گارڈ کا افسر خیال کیا میں آگے آگے تھا - اور ہز ہائینس میرے پیچھے - میں جب ایک کمرے سے گزر گیا - دوسرے میں قدم رکھا - تو میں نے اِدھر اُدھر دیکھا - مگر مجھے کوئی نظر نہ آیا - تیسرے کمرے میں جا کر میں نے پوچھا ہز ہائینس کہاں ہیں؟ - ہز ہائینس مسکرائے اور کہا کہ میں ہوں! میں شرمندہ ہوا - کمرے میں میرے ساتھ ابراہیم حسن انصاری بے تھے - میں نے پاشا کو سلسلہ کا پیغام دیا - کتابیں پیش کیں - پاشا نے سن کر کہا کہ "میں آج سے پہلے احمدیت کو تفصیل سے نہیں جانتا تھا - مگر میں نے ذکر سنا تھا - اور امریکہ میں سنا تھا کہ لوگ احمدی ہو رہے ہیں" پھر کہا کہ:- میں آپ سے مل کر بہت خوش ہوا - میرے دل میں سید احمد کی بڑی عزت ہے میں اس فرزند مشرق کی عزت کرتا ہوں جس کے سامنے یورپ و امریکہ جھکے - اور میں چاہتا ہوں کہ مشرق کا ہر فرزند اپنے ایسے فرزندوں کی عزت کرے خواہ ان کے عقاید کچھ ہی کیوں نہ ہوں"

(۵)

ان کے برابر نہیں بیٹھ سکتا تھا - مگر مجھے آپ نے ہمیشہ اپنے قرب میں اور ساتھ بیٹھنے کا شرف دیا - مجھے دیکھ کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے - اور میرے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا کہ

"اسلام میں سخت قحط الرجال ہے

آج اگر سید احمدؐ ہوتے تو میں ان کے جوتے کو اپنے سر پر رکھ لیتا - لوگوں نے ان کی حقیقت کو نہیں جانا - اور بڑا ظلم کیا ہے"

(۶)

مرزا نے دنیا میں ایک ایسا فتنہ پیدا کیا جس کی مثال نہیں ملتی - مسلمانوں کو دو حصوں میں اس شخص نے تقسیم کر دیا - آپ لوگوں کی مساعی حیرت انگیز ہیں - کاش یہ کسی نیک کام کے لئے ہوتیں"

اگرچہ بظاہر یہ الفاظ مذمت سے پُر ہیں - لیکن اس سے بڑھ کر کوئی دشمن کیا مدح کرے گا - اور میرے آقا کی عظمت کا کیا اعتراف کرے گا

الغرض اس طرح میں نے اپنے آقا کا ذکر عالم اسلامی کے محلوں اور ایوانوں میں سُنا - اور اپنے اوپر وجد کی سی حالت طاری ہوتی دیکھی -

خدا نے چاہا تو پھر کبھی اس ذکر کا تذکرہ کروں گا -

(محمود احمد عرفانی)

وہ چہرۂ منوّر کچھ اور دیکھ لیتے

از قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

وہ چہرۂ منور کچھ اور دیکھ لیتے
وہ دلستانِ و دلبر کچھ اور دیکھ لیتے

ہو اصل جس کی ثابت اور فرع آسمان پر
اِس نخل کا گلِ تر کچھ اور دیکھ لیتے

کیا کاٹ تھی غضب کی دشمن کی صف اُلٹ دی
تیغِ نبی کے جوہر کچھ اور دیکھ لیتے

وہ ظہر و عصر آکر، کچھ دیر بیٹھ جانا
وہ جلوۂ مکرّر کچھ اور دیکھ لیتے

ہر روز تھا میسّر - دیدار روئے انور
یہ خوبیٔ مقدّر کچھ اور دیکھ لیتے

خوشبو پہونچتی جس کی ہر مشامِ جاں تک
وہ گیسوئے معنبر کچھ اور دیکھ لیتے

وہ حُسنِ مجتبائی، وہ خُلقِ مجتبائی
وہ شانِ ربِّ اکبر کچھ اور دیکھ لیتے

وہ لطف و مہربانی وہ انکی قدر دانی
تسکینِ قلبِ مضطر کچھ اور دیکھ لیتے

جس نے پلائے اکمل بھر بھر کے جام وحدت
وہ معرفت کا کوثر کچھ اور دیکھ لیتے

ایک صوفی کے پاس

قاہرہ کے پُرانے حصہ میں پیچ در پیچ گلیوں میں ایک بڑا مکان ہے - جو کسی زمانے میں بہت بڑا محل ہوگا - اس محل میں ایک بہت بڑا صوفی (جس کے ہزارہا مرید ہیں - اور مرید اپنے پیر کے پروانے ہیں) رہتا ہے - آپ کا نام نامی صوفی سید محمد ماضی ابو العزائم ہے - عالم اسلامی میں آپ کو ایک خاص شہرت حاصل ہے -

ایک رات کا واقعہ ہے کہ میں ان اندھیری گلیوں میں گزرتے ہوئے اس بڑے مکان میں داخل ہوا - اُو مکان کے اونچے نیچے صحن سے گذر کر ایک بڑے ہال میں پہونچا - جہاں ان کے مرید ذکر کی محفل گرم کئے ہوئے تھے - میں نے صوفی صاحب کے متعلق دریافت کیا - معلوم ہوا کہ اندر کے کمرے میں بیٹھے ہیں - آپ ایک بڑی آرام کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے - مریدوں کا حلقہ گرد تھا - روشنی دھیمی تھی - کوئی

ایک دشمن کی مجلس میں

میں نے جہاں سیکڑوں مداح دیکھے - وہاں سیکڑوں دشمن بھی دیکھے دشمنوں کے گھروں میں بھی میرے آقا کا ذکر ہوتا ہے - اس میں بھی آپ کی ایک عظمت اور شان معلوم ہوتی ہے

محب الدین خطیب ہمارے سلسلہ کے ایک بڑے نامی گرامی دشمن ہیں - ان سے ملنے کے لئے ہم چند دوست گئے - وہ اپنے دفتر اور کتب خانہ میں موجود تھے - آپ اخبار کے ایڈیٹر ہیں - اور ہماری دشمنی میں خاص جوش رکھتے ہیں - سلسلہ کا ذکر سنکر بولے :-

"میرا بس چلے تو میں توپوں اور مشین گنوں کو لے کر جاؤں اور احمدیوں کے مکانوں کو تباہ کر دوں - ان کا قتل عام کر دوں -

اعجاز القرآن

(حضرت مسیح موعودؑ کے قلم سے)

ساٹھ سال پیشتر کا ایک نوٹ

جمع کیا ہے - اس نے علوم اولین اور آخرین کو اور بیان کیا ہے - ان تمام امور کو جن میں تزکیہ نفس ہے، اور علاج امراض روحانی ہے - اور تکمیل قوت نظری اور عملی ہے یعنی بیان کیا ہے - ان تمام حقائق کو جو مقام سعادت عظمیٰ پر پہونچنے کے لئے وسائل ضروریہ ہیں - کلمات قلیلہ اور حروف محدودہ ہیں اور ایسی فصیح عبارت میں جس کی مثل کوئی دوسری عبارت نہیں ہو سکتی - پس اس کے الفاظ سب الفاظ سے فصیح ہیں - اسکی نظم ہر ایک نظم سے احسن ہے - اور وہ اصح عقاید اور اخلاق اور طریقہ عبودیت پر مشتمل ہے اور جس امر کو اس نے علت غائی ٹھیرایا ہے - وسائل کاملہ سے اس تک پہنچاتا ہے - اور وصول الی المطلوب کے لئے ایسا طریق مستحکم رکھا ہے جو عند العقل اس سے بہتر اور الیق ہرگز متصور نہیں - اور دنیا میں اس کی کوئی نظیر موجود نہیں اور اولاد بنی آدم سے کوئی ذہن اسکی طرف سبقت لے جانے والا ثابت نہیں اور خود عند العقل قوی بشر کا اس پر قادر ہونا ممکن نہیں - پس عقلاً اس بات پر قطع کرنا واجب ہوا کہ خدائے وحدہٗ لاشریک کا کلام ہے - جس کا علم وسیع اور قدرت کامل ہے -

---

جذباتِ بسمل

حضرت علامہ عبید اللہ صاحب بسمل اُن بزرگوں میں سے ہیں جن کو پیکرِ علم و فضل کہا جائے تو مبالغہ نہیں۔ آپنے احمدیت کے لئے شاندار قربانیاں کی ہیں۔ عزت و مال اور سب کچھ نثار کر دینے میں مضائقہ نہیں فرمایا۔ آپ خود ایک صاحب ارشاد باپ کے فرزند ہیں۔ مگر احمدیت کے لئے آپنے پیرزادگی اور خواجگی کو قربان کرنا آسان سمجھا۔ الحکم ...... اور ایڈیٹر الحکم کے ساتھ آپ کو ہمیشہ سے بہت محبت ہے۔ اور یہ اس محبت کا کرشمہ ہے کہ اس سن و سال میں جو اسّی سے متجاوز ہے آپنے خاص نمبر کے لئے مندرجہ ذیل نظم لکھ کر مجھے ممنون فرمایا۔ احباب علم و فضل کے اس پیکر کی صحت اور درازی عمر کے لئے دعا کرتے رہیں۔ (عرفانی)

تازہ کردن ایمان بمدح مہدیٔ آخر زمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

شکر للہ باز از چرخ بریں   گشت نازل بر زمیں روح الامیں
از فلک ادریس آمد بر زمیں   بہر تدریس نکات علم دیں
باز کشتیبانِ امت گشت نوح   گشت وا بار دگر باب فتوح
باز اسمٰعیل را رب جلیل   کرد خواں سالار بر خوانِ خلیل
باز یوسف شد بکنعاں جلوہ گر   دیدۂ یعقوب شد بینا دگر
باز آمد در جہاں آں ایلیا   کانتظارش می کشیدند انبیا
جلوہ ساعیر شد دیگر عیاں   نخل امیں بار دیگر گلفشاں
دین احمد باز بر کرسی نشست   بر صلیب عیسوی آمد شکست
غیرت حق بانگ بر زد ہر قوا   داد وحی حق صلائے الشرفا

آدم ثانی سمی مصطفےٰ   مہدی دیں نائب خیر الوریٰ
آفتاب مطلع حق الیقیں   ماحیِ بدعت امام المتقیں
قائد اعظم امیر المومنیں   ناصر الاسلام کہف شیخ دیں
شمع ایوان فضل و موہبت   مطلع دیوان علم و معرفت
از ملک بگزشتہ در فضل و کمال   از فلک بگزشتہ در جاہ و جلال
مہر و مہ پروانۂ رخسار او   جان ایماں زندہ از گفتار او
خلعت علم لدنی در برش   صد سلام از جانب پیغمبرش
نور احمد کرد در احمد ظہور   نیر اسلام شد تابندہ نور

ہر کہ بود از فضل رب قادر بصر   شد ز خاک پای او روشن بصر
آنچہ بر توحید او کردہ رقم   ہست در انجیل کی ای بوالحکم
آنچہ او ابطال باطل کردہ است   کے مسیحا پیش عاقل کردہ است
گر نداری ایں سخن باور ز من   پیش کن انجیل او در انجمن
چوں مشکک نیستی گرد گماں   بر براہیں غور کن حرفے بخواں

خدمت دیں ہر کہ می سازد زیاد   می فزاید رتبہ اش رب العباد
خدمت توحید حق اندر جہاں   چوں محمد کس نکرد از مرسلاں
لاجرم شد ختم بر وے ہر کمال   از عنایاتِ قدیر ذو الجلال

اندریں دوراں کہ از جوش فتن   منکراں کردند ہر سو انجمن
تا مگر اسلام را دستے زنند   نخل پر اثمارش از بیخ بر کنند
از برائے نصرت دین نبی   حق تعالیٰ کرد مبعوث ابن جری
ہر چہ سید کرد با سیف و سناں   نائب او کرد با سیف زباں
با دلائل پشت ترسا را شکست   اسقف اعظم پس زانو نشست
شد برہمو نیز پیشش منفعل   آریہ ہم گشت در رد دیش خجل
قوم سکھ را آنچناں الزام داد   گفتہ ہائے نانکش را داد یاد

بادعائے خود نہ با تیغ و حسام   کشت آتھم را بسان لیکھرام
وقت رحلت حضرت خیر البشر   داد از رحمت بامت ایں خبر
بر سر ہر قرن آید بالیقیں   یک مجدد از پے تجدید دیں
بر ثریا بر رود گر علم دیں   آید از ابنائے فارس بر زمیں
مہدی ہادی بدور آخریں   می کند تجدید ایں دین متیں
ہمچنیں فرمود با قول فصیح   مہدی امت بود عیسیٰ مسیح
در حدیث خویش آں خیر العبا   عیسیٰ دجال کش نامش نہاد
ابن مریم بردہ احمد نام او   آگہی بخشید از ایام او
چار سو از قول و فعل مشرکیں   لرزہ می افتد بر اندام زمیں
آں امام الوقت آید از خدا   می نماید حق و باطل را جدا
می نشاند فتنۂ یاجوج را   سرد سازد آتش ماجوج را
با براہیں و ادلہ آں حبیب   می نماید در جہاں کسر صلیب

اندریں دوراں کہ دستاں کردہ اند   مکر ہا انساں پرستاں کردہ اند
تا برند از راہ یک نفس غبی   افترا بندند بر ذاتِ نبی
ابن مریم با صفات ایزدی   می نہند از جہل و از بدگہری

خالق الاصباح از لطف اتم   دید چوں پژمردہ دل خیر الامم
از پے درمان درد مذہبی   ساخت مسعودش بر اخلاق نبی
بعد سلطان رسل خیر الانام   ہیچکس را شد نہ حاصل ایں مقام
موت عیسےٰ کرد ثابت با دلیل   مذہب کفارہ شد یکسر ذلیل
چوں مسیحا را بگور اندر نشاند   ہیچ حجت قوم ترسا را نماند
کرد گرچہ پس تشبث با حشیش   گشت غرق آخر از و کیش کشیش
گشت روشن با براہین قوی   بر زمانہ فضل ذات احمدی
ترس رو خوردند ترسا زادگاں   سر نگوں پائے صلیب افتادگاں
ضربتے او از پے کسر صلیب   گفت با قسیس راہب یا نصیب
کرد غالب آنچناں اسلام را   برہمن زد پشت پا اصنام را
ہندواں زنارہا بگسستہ اند   با ارادت پیش او بنشستہ اند
صد برہمن را مسلماں کردہ است   گبر را شیدائے ایماں کردہ است

للہ الحمد آمد آں مرد جری   از برائے نصرت دین نبی
پایۂ قرآن را واضح نمود   رتبۂ فرقان را لائح نمود
کرد ثابت پیش ارباب نحل   فضل سید بر مشاہیر ملل
باز باں تازی یثرب زمیں   قادیاں را ساخت فردوس بریں
بلبلان قدس سر کردند باز   نغمۂ دلکش برآہنگ حجاز
آں رسول حضرت خیر الرسل   فائح ز نشترش چوں بوئے گل

در کفش گلدستۂ ام الکتاب   ہم عرب ہم ہند از فیضیاب
فاضل و تحریر سلطان القلم   ہم عرب را فتح کردہ ہم عجم

مانند یتیم اے مرد جہول   مثل او جانباز در حب رسول
برتر از افلاک شانش یافتیم   مہر و مہ از شاہدانش یافتیم
ہر کہ سر پیچید بسمل زیں جناب   بے نصیب است او ز حسن المآب

ای برادر چند بانی بدگماں   ان بعض الظن اثم را بخواں
چند بر قندیل عرفاں تف کنی   چند بر خورشید ایماں تف کنی
دشمنی با خاصگان کبریا   بے خطا باشد خطا باشد خطا
ای برادر ترس از رب غفور   جان خود را از تعصب دار دور
ای برادر مثل او بنما مرا   خیر خواہ ملت خیر الوریٰ
آنکہ او شد محو در ذات رسول   ہر چہ فرماید بکن از دل قبول
چوں فتد در کورۂ آتش حدید   می شود ہمرنگ آتش اے مرید
راست گوید گر بگوید آتشم   محو آتش گشتہ من آتش وشم
مہر رخشاں بود فخر انبیا   آئینہ ہا اولیا و اصفیا
آں بود آئینہ اش مثل قمر   پرتو کامل در و شد جلوہ گر
نور احمد کرد در احمد ظہور   طور سینا گشت یکسر کوہ نور
از فلک خورشید چوں شد نور پاش   ای برادر کور چوں شپر مباش
کافرے گیرد اگر شکل مسیح   میکنی باور تو با رائے قبیح
مومنے گردد اگر مثل مسیح   میکنی بر وے تو صد طعن صریح
ای برادر اندکے انصاف کن   بر مکن انصاف را از بیخ و بن
حسب وعدہ آمد از رب جلیل   ایں جلیل القدر مانند خلیل
ایں جری اللہ کہ در عہد فتن   کردہ با اعجاز احیائے سنن
چند می پیچی تو بر عیسےٰ اجل   نشتر بار ام امرئ عالم ثقیل

ای برادر تو مشو مردود وقت   ورنہ گردی پیش حق مردود وقت
وقت را بشناس گو فرزانۂ   ورنہ پیش عارفاں دیوانۂ
آمدہ بر وقت ایں شیر خدا   باشد او در لباس انبیاء
ای در نیا وقت را نشناختی   خویشتن را در بلا انداختی
ہیچ کارے بدتر از انکار نیست   جز ندم انجام استکبار نیست
ابن آدم باش و شیطانی مکن   چوں بوجہل نادانی مکن
گر تو نشناسی امام وقت را   می شوی در جاہلیت مبتلا
وقت را بشناس تا یابی مراد   لا یلام المرء بعد الاجتہاد

خیز و خاک در گہ محمود باش
پیش رب ذو المنن مسعود باش

(بسمل)

چھبیس ۲۶ مئی کا دن

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعش مبارک پر ایک اولوالعزم کا عہد

۲۶ برس گزرتے ہیں اس تاریخ کو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالے کے وعدے کے موافق وفات پائی - اور آپکے جسم مطہر کو **مقبرہ بہشتی** کی خاک پاک میں سپرد کر دیا گیا - احمدی جماعت میں یہ دن **یوم الامتحان** تھا - مگر خدا تعالے نے اپنے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کو ہر قسم کے انتشار سے بچالیا - اور سب کو حضرت **حکیم الامتہ** کے ہاتھ پر اسی طرح جمع کر دیا جس طرح **قدرت ثانی** کے ظہور کا وعدہ دیا تھا - آج ۲۶ سال گذرنے کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ اگرچہ وہ ہمارا محبوب **مطاع** ہم میں موجود نہیں - مگر اس کی وہ یادگار جو عع

پسرش یادگار می بینم

کی یادگار ہے - اور جو حسن و احسان میں **اسکی نظیر** ہے ہم میں وہی روح اور **قوت** پیدا کر رہا ہے - اور وہ سلسلہ جو اس وقت بیج کی طرح تھا - آج ایک سایہ دار درخت کی مثال ہے جس کی شاخیں **اطراف عالم** میں پھیلی ہوئی ہیں اور جن کے تازہ بتازہ شیریں پھل ہر وقت شاد کام کرتے رہتے ہیں۔

میں احمدی جماعت کے افراد کو ۲۶ برس پیچھے لے جا کر وہ نظارہ دکھانا چاہتا ہوں جبکہ خدا تعالیٰ کا **مامور و مرسل** ہم سے آناً فاناً علیحدہ ہو چکا تھا - اسوقت ہر قسم کے خطرات جماعت کے سامنے تھے - آپکے **جسد مبارک** پر ایک **نوجوان** کھڑا ہے - اس کو جسمانی تعلقات کی وجہ سے اس پاک وجود کا **لخت جگر** ہونے کی عزت حاصل ہے - وہ اپنے مستقبل کو اسوقت نہیں دیکھتا - وہ **خطرات** جو ذاتی طور پر اپنے خاندان کا سب سے بڑا ممبر ہونے کی حیثیت میں اس کے گرد و پیش ہو سکتے - اسے بھول جاتا ہے - بجائے اضطراب اور گھبراہٹ کے اسکے قلب میں **سکون** اور **اطمینان** ہے - اسکے **حواس** پہلے سے بھی زیادہ تیز ہیں - اگرچہ قدرتی طور پر اسکی سکینت بیقراری سے اور استقلال گھبراہٹ سے بدل جانا چاہیئے - مگر وہ خود اس امر سے ناواقف ہے کہ اس کی حالت میں یہ انقلاب کیوں ہے ؟ اگرچہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے بہت بڑا انقلاب ہو چکا ہے - مگر اس کی نظر کسی اور چیز کو دیکھ رہی ہے - وہ باپ کی نعش پر آتا ہے اس کی آنکھیں پرنم نہیں - بلکہ وہ اسوقت بالکل استقلال و پامردی کا ناقابل جنبش پیکر بن کر خدا میں وصال یافتہ باپ کی نعش پر آکھڑا ہوتا ہے - اور اسوقت خدائے برتر کے حضور ایک **عہد** کرتا ہے جس کا خلاصہ اور مفہوم میرے اپنے الفاظ میں اس طرح ہے :-

"اے خدا! میں تیرے حضور اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ تو نے میرے باپ حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح اور مہدی کر کے بھیجا - وہ تیرا نبی اور رسول تھا - اور یہ عزت و شرف اس نے حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور پیروی سے پایا - وہ فی الحقیقت اپنے نام کی طرح غلام احمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا - وہ تیرے وعدوں کے مطابق آیا دنیا نے اس کو قبول نہ کیا پر تو نے اسکو قبول کیا - اور زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کیا میں آج اس کی نعش پر کھڑا ہو کر تیرے حضور صدق دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جس سلسلہ کو تو نے اس کے ذریعہ قائم کیا ہے میں اسی سلسلہ کی تبلیغ و اشاعت میں اپنی زندگی ختم کروں گا - خواہ دنیا میں ایک آدمی بھی میرے ساتھ نہ ہو - تو ہی میرے لئے بس ہے - اور تیری ہی تائید اور توفیق سے میں اس خدمت کو سرانجام دے سکوں گا"

یہ اس **عہد** کا خلاصہ ہے - جو اس نوجوان نے خدا کے مامور و مرسل کے جسد مبارک پر کھڑے ہو کر اسوقت کیا جبکہ وہ دنیا میں **یتیم** بنا دیا گیا تھا یہ **عزم** یہ **حوصلہ** یہ سکینت کی **روح** کیا محض خیالات سے پیدا ہو سکتی ہے ؟ ہرگز نہیں - یہ عہد اسکے دماغ کی اختراع نہ تھی اور یہ سکینت اور استقلال - نمائش اور تکلف کا نتیجہ نہ تھی - بلکہ **روح الامین** اور **ذو القوۃ المتین** کے ذریعہ ایک نیضان تھا جو خدا کی **طرف سے اترا** اور واقعات نے بتایا ہے کہ یہ **عہد** - برکت اور فتوحات کا عہد تھا -

اسوقت کچھ شک نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **وفات** ایک ناقابل برداشت صدمہ تھا - مگر **قدرت ثانی** کے ظہور کے لیئے اس واقعہ کا ہونا بھی لازمی تھا - اور اس کے آنے کے لیئے آپکا جانا ضروری تھا -

اب چھبیس برس کے واقعات کو آج اپنی آنکھ کے سامنے لاؤ - اور دیکھو کہ اس **اولوالعزم** کے عہد کے آثار و ثمرات کیا ہیں ؟ یہ عہد کچھ شک نہیں کہ ایک شخص کا عہد تھا - جس کو اسوقت معلوم نہ تھا کہ وہ ایک جماعت کا **قائم مقام** ہے - مگر واقعات نے بعد میں بتا دیا - کہ یہ عہد ایک شخص کا عہد نہیں بلکہ تمام **احمدی جماعت کا عہد** ہے۔

اسلیئے آؤ ہم اپنے نفوس اور قلوب کا جائزہ لیں کہ کیا ہم اس عہد کے پورا کرنے کی قوت اور جوش اپنے اندر رکھتے ہیں - حضرت **اولوالعزم** کا اسوقت یہ اقرار کرنا کہ اگر **ایک آدمی** بھی میرے ساتھ نہ ہو - تو میں اکیلا اس سلسلہ کو دنیا میں پھیلاؤں گا چھوٹی سی بات نہیں ہے - اسکی روح میں جو امام اور خلیفہ ہونے کی **قوت** موجود تھی - وہ قوت اس سے اقرار کرا رہی تھی - ورنہ وہ یہ نہ کہتا کہ **خواہ ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو** -
پس جبکہ ہم سب نے اسکے واسطہ سے اقرار اور عہد کیا ہے - تو ہمارا فرض ہے کہ ہم دیکھیں کہ اس عہد کے پورا کرنے کے لئے ہمارے اوقات ہمارے ذرائع مالی کہاں تک قربان ہو رہے ہیں کہ یہ قربانی کی روح ہم میں پیدا نہیں ہوئی اور ہم میں سے ہر ایک اپنا خالص فرض نہیں سمجھ لیتا کہ میں ہی اس سلسلہ کی اشاعت و تبلیغ کے لئے واحد ذمہ دار ہوں -
تو یاد رکھو کہ ہم اس **عہد** (خدا نہ کرے) توڑنے والے ہیں جو حضرت **امام** کے ذریعہ حضرت **مسیح موعود** علیہ السلام کے جسد مبارک پر اسوقت کیا گیا تھا - جبکہ آپ کا رفع ہو رہا تھا - ذمہ داری نازک اور کام محنت طلب ہے اور ہم سے اسی **فدیہ** اور قربانی کو چاہتا ہے - جس کا نمونہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دکھایا تھا اگر اسی رنگ کی قوت اور تاثیر سے کر ہم اٹھیں گے -
تو یقیناً خدا کی تائیدات اور نصرتیں ہمارے شامل حال ہوں گی - اور ہم میں سے ایک ایک فرد ایک جماعت کا رنگ پیدا کرے گا -
لیکن اگر ہم نے سستی کی اور غفلت سے کام لیا - تو خدا تعالے نے جن کاموں کا ارادہ کیا ہے وہ تو ہو کر رہیں گے کہ **سالار قوم** - **اولوالعزم** اور **فتح و ظفر کی کلید** کا مالک بنایا گیا ہے - مگر ہم پر افسوس ہو گا کہ ہم

پہلے آکر پیچھے ہو گئے

خدا نہ کرے کہ ہم وہ ہوں بلکہ السابقون الاولون کے ساتھ جو وعدے خدائے بزرگ و برتر نے کیئے ہیں ہم ان کے وارث ہوں

پس میرے دوستو! **۲۶ مئی کا دن** آیا اور تمھیں تمھارے عہد کو یاد دلا کر گزر گیا - کمریں کس لو - **منزل دور** اور **کٹھن** ہے - اور دشمن خطرناک طور پر تمھارے مقابلے کے لیئے اٹھا ہے - منزل کے خطرات اور **دشمن کے حملے** تمھاری ہمت کو پست کرنے کے لیئے نہیں - بلکہ تمھارے حوصلے اور عزم کو بلند کرنے کے لیئے ہیں - اسی راستے سے تم ان وعدوں کو پالو گے جو
"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"
کے الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیئے گئے -

قدرت ثانی کا ظہور

پوری قوت اور شان سے بہت جلد کامل ہونیوالا ہے

ایسا نہ ہو کہ

ہماری کمزوریوں اور سستیوں سے اس میں توقف اور تعویق ہو -

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پرانے خدام میں

کپور تھلہ کا سفر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے پرانے خدام کی خصوصیت سے دلجوئی اور قدر فرمایا کرتے تھے۔ اور ان کے ساتھ شفقت و محبت کے ایسے برتاؤ کرتے کہ ان کی یاد آج دلوں کو تڑپا جاتی ہے۔ نمائش اور تکلفات سے آپ ہمیشہ آزاد تھے۔ اس نمبر میں خصوصیت سے اس عنوان کے تحت میں جماعت کپور تھلہ کا ذکر کرتا ہوں اور بعض وہ واقعات یہاں دیتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سفر کپور تھلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس جماعت کے مخلصین میں سے حضرت اخویم محمد خان صاحب۔ حضرت منشی محمد اروڑے خان صاحب اور حضرت منشی حبیب الرحمان صاحب رضی اللہ عنہم اپنے محبوب سے جا ملے ہیں۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا تھا کہ ”میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ اس دنیا اور آخرت میں خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے میرے ساتھ ہوں گے“ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہیں۔

محبی مخدومی حضرت منشی ظفر احمد صاحب اس بزم محبوب کی ایک دلربا یادگار ہیں۔ وہ اکثر بیمار رہتے ہیں۔ میں خصوصیت سے احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ ان کی صحت اور درازی عمر کے لئے دعا کرتے رہیں۔

غرض ان دوستوں کے درخواست کرنے پر آپ نے پھر کپور تھلہ کا سفر کیا۔ ایک زمانہ میں آپ کو افسر صیغۂ تعلیم کی خدمات پر بھی بلانا چاہا تھا۔ یہ آپ کی ماموریت سے بہت پہلے کی بات ہے۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔ لیکن جب خدا تعالیٰ نے آپ کو مامور فرمایا۔ اور بنی نوع انسان کی ہدایت کا کام آپ کے سپرد کیا۔ تو کپور تھلہ کے چند نفوس نے (جو ریاست میں اپنے عہدوں کے لحاظ سے کوئی عظیم مرتبہ اور وجاہت نہ رکھتے تھے) اپنے محبت و اخلاص سے اپنے آقا کو دعوت دی تو اپنے غلاموں کی دعوت پر یہ عظیم الشان انسان جو ایک وقت ریاست کی طلبی پر بھی جانے سے انکار کر چکا تھا تیار ہو گیا۔ اور نہایت سادگی اور بے تکلفی سے اپنے خدام کے بلانے پر روانہ ہو گیا۔ اس کا مختصر تذکرہ احباب کپور تھلہ نے جو کیا ہے۔ وہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ (عرفانی)

فرمایا پہلی مرتبہ جب حضرت اقدس کپور تھلہ میں تشریف لائے۔ تو جو دن آپ کے آنے کا مقرر تھا۔ اس دن تمام سامان مہیا کرنے کے علاوہ آپ کے استقبال کے واسطے اسٹیشن اور اڈہ پر راستہ میں آدمی کھڑے ہوئے تھے۔ اس دن آپ کسی وجہ سے نہ آ سکے۔ بلکہ دو دن بعد اچانک تشریف لائے اور ایک مسجد میں آکر ٹھہرے۔ ساتھ میں صرف ایک خادم شیخ حامد علی رضی اللہ عنہ تھے۔ مسجد کی چٹائی پر بے تکلف لیٹے رہے۔ اور بازار سے دودھ روٹی منگا کر کھا لیا۔

جب ہم کو خبر ملی۔ تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اپنے مکان پر لے آئے۔ جہاں بہت بڑا مجمع ہو گیا۔ جب ہم آپ کو **جشن ہال** دکھانے کے واسطے لے گئے تو وہاں مہاراجہ صاحب اور انگریز مرد اور عورتیں کھیلنے میں مصروف تھیں۔ اور کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی جب مہاراجہ صاحب کو حضرت صاحب کے آنے کی خبر ہوئی تو انھوں نے اجازت دے دی کہ

مرزا صاحب آ جاویں

چنانچہ آپ گئے اور ایک طرف کھڑے رہے اور کسی چیز کی طرف چنداں توجہ نہ کی۔ مہاراجہ صاحب نے دور سے حضرت صاحب کو دیکھ کر اپنا وزیر بھیجا کہ آپ سے ملاقات کرے مگر آپ پر ایسی حالت استغراق طاری تھی کہ وزیر نے تین دفعہ سلام کیا۔ مگر آپ اسی حالت میں محو رہے اور اس کی طرف توجہ نہ ہوئی۔

یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انتہائی بے نفسی **سادگی** اور **بے تکلفی** اور اپنے خدام کی ہمدردی اور محبت کی شان کو ظاہر کرتا ہے۔ وہاں آپ کے قلب کی اس کیفیت کا بھی پتہ لگتا ہے کہ جس میں دنیا اور دنیا کے جاہ و جلال اور فوق البھڑک باتوں کے لئے کوئی جاذب باقی نہ رکھا گیا تھا۔ بادشاہوں کی عالی شان عمارتیں اور ان کے ساز و سامان اپنی طرف آپ کی توجہ کو نہ کھینچ سکتے اور نہ دربار شاہی کے اعلیٰ ارکان اپنی طرف متوجہ کر سکتے تھے۔

آں کس کہ بتو رسد شہاں را چہ کند

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قلبی کیفیت کا یہ شعر کس قدر اظہار کرتا ہے۔ جو آپ نے فرمایا ؎

سخن نزدم مراز شہر یارے
کہ ہستم بر درے امید وارے

آپ اپنے احباب میں بیٹھ کر خوش تھے۔ اور مسجد کا بوریا دربار سلطانی کے مخملی اور قالین فرش سے زیادہ پیارا اور خوش آئند تھا۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ ایکدفعہ ہم جالندھر میں حضرت کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ قریب ایک ماہ کے وہاں ٹھہرے۔ وہ شہر ایسا سخت دل اور لامذہب کہ وہاں رہنے سے تنگ آ گئے۔ سب رفتہ رفتہ چلے گئے۔ ایکدن ہم نے بھی ارادہ کیا کہ اجازت چاہیں۔ اسی خیال میں تھے کہ حضرت اندر سے تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اکثر لوگ تو چلے گئے۔ اب آپ ہی رہ گئے ہیں پنجابی مثل مشہور ہے۔

نواں نو دن پرانا سو دن

یعنی نیا دوست تو نو دن رہتا ہے اور پرانا سو دن رہتا ہے اس بات کو سن کر ہم خاموش ہو گئے اور رخصت لینے کا ارادہ چھوڑ دیا۔

ایسا ہی وہ کہتے ہیں کہ ایکدفعہ ہم حضرت کے ساتھ ایک باغ میں گئے جہاں کرنا کے پھول کھلے ہوئے تھے اور نہایت خوشبو دے رہے تھے حضرت نے فرمایا

کہنے اور کرنے میں بڑا فرق ہے

(کہنا ایک خاردار بوٹا ہوتا ہے جس میں کوئی خوشبو نہیں ہوتی)

حضرت منشی محمد اروڑے خان صاحب اپنی اس محبت کا ذکر کرتے ہوئے جو ان کو حضرت کے ساتھ تھی اور ان مہربانیوں اور شفقتوں کی یاد میں جو حضرت ان پر اور احباب کپور تھلہ پر فرمایا کرتے تھے ہمیشہ چشم پر آب ہو جاتے تھے۔ اور دوسروں کو بھی رلایا کرتے تھے کہ میں نے کبھی کوئی چیز اپنے پاس رہنے نہیں دی۔ اپنی ضروریات کو بہت تنگ کر کے جو کچھ بھی ہو حضرت کی خدمت میں پہنچاتا۔ ہر ایک عمدہ شے جو مجھے ملتی اور میری قدرت میں ہوتی آپ کے واسطے حاضر کرتا۔ آپ کی جدائی کا صدمہ ہے پر شکر ہے کہ میرے پاس اب کوئی شے یا روپیہ ایسا نہیں جس کو دیکھ کر میں یہ حسرت کر سکوں کہ میں نے حضرت کو کیوں نہ دیا۔ میں نے کوڑی بھی اپنے پاس نہ رکھی۔ جب کبھی میں جاتا اور آپ کو اطلاع ہوتی تو فوراً مجھے بلا لیتے یا خود باہر تشریف لاتے میں آپ کے دیدار کا عاشق تھا۔ مجھے اب موت کا بھی ڈر نہیں رہا۔ (منشی صاحب کی زندگی کا بیان ہے۔ عرفانی) مجھے موت کے خیال سے خوشی ہے کہ جب مروں گا تو حضرت سے ملاقات ہو جائیگی۔ میں نے کبھی حضرت کی خدمت میں اپنے لئے کسی امر کے واسطے دعا کے لئے نہ کہا آپ کے طفیل خود ہی خدا سے دعا مانگتا اور خدا میری امید بر لاتا۔

ایکدفعہ حضرت کی خدمت میں کسی کا ذکر کیا کہ وہ عیش و آرام میں پڑا ہوا ہے۔ **فرمایا** اس عیش و آرام کا انجام اچھا نہیں دیکھو ہوا جب تھوڑی تھوڑی چلتی ہے تو کیسی اچھی لگتی ہے مگر جب تیز ہو کر آندھی اور طوفان کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ تو پھر کیا نقصان پہنچاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام غیروں کی نظروں میں!

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد آپ کے متعلق غیر مذاہب کے لیڈروں اور اخبارات نے جن راؤں کا اظہار کیا ہے اس سے بھی آپکے مقام بلند کا پتہ لگتا ہے۔ مینے مناسب سمجھا ہے کہ بعض اخبارات کے خلاصہ اس نمبر میں دے دوں۔ (عرفانی)

(۱)

مرزا غلام احمد صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ۱۸۶۰ء یا ۱۸۶۱ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے اسوقت آپکی عمر ۲۳ یا ۲۴ سال کی ہوگی۔ اور ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ

جوانی میں نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے

کاروبار ملازمت کے بعد ان کا تمام وقت مکالمہ میں صرف ہوتا تھا عوام سے کم ملتے تھے۔ ۱۸۷۷ء میں ایک شب قادیان میں آپ کے یہاں مہمانی کی عزت حاصل ہوئی۔ ان دنوں میں آپ عبادت اور وظائف میں اس قدر مستغرق تھے کہ مہمانوں سے بہت ہی کم گفتگو کرتے تھے۔

{مولوی سراج الدین صاحب والد ظفر علی خان صاحب زمیندار}

(۲)

دیو سماج کے بانی اور پریسیڈنٹ اور ہم کئی ایک ان کے پیرو دوں جو ان دنوں اس مقام میں ہیں جناب مرزا غلام احمد صاحب کی وفات کی خبر کو نہایت افسوس کے ساتھ سنا ہے۔ ہمیں جہاں تک ان کی خوبیوں اور خصوصیتوں کو اور ہر طرح سے جاننے کا موقع ملا ہے ان کے لحاظ سے ہم لوگ انھیں تعظیم کا مستحق خیال کرتے ہیں۔ وہ اسلام کے مذہبی لٹریچر کے خصوصیت سے عالم تھے۔ سوچنے اور لکھنے کی اچھی طاقت رکھتے تھے۔ کتنی ہی بڑی بڑی کتابوں کے مصنف تھے۔ مرزا صاحب اپنے خاص عقائد اور ارادے کے پکے تھے۔ اسلئے انھیں اپنی راہ میں بہت سخت مخالفتیں اور بدنامیاں سہنی پڑیں۔ ہم لوگوں نے نہایت دلی دکھ کے ساتھ معلوم کیا ہے ان کی وفات جیسے بہت افسوسناک اہم اور رنجیدہ موقع پر بھی ان کے کثرت سے مخالف اپنی نہایت ادنیٰ اور خراب خلق کا اظہار کرنے سے نہ رکے۔

{سکرٹری دیو سماج (جیون تت)}

(۳)

مرزا صاحب کا وجود ان کے تین چار لاکھ مریدوں کے لیئے نہایت مبارک تھا۔ کیونکہ انھوں نے اپنے مریدوں کی زندگی پر بہت غیر معمولی اثر ڈالا۔ اگرچہ ہم مرزا صاحب مرحوم کی تمام مذہبی تعلیم اور خیالات سے کلی اتفاق نہیں رکھتے اور نہ ان کے دعووں کو درست سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ بلحاظ لیاقت اور کیا بلحاظ اخلاق و شرافت ایک بہت بڑے پایہ کے انسان تھے۔ ان کے بہت سے مریدوں سے ہمارا تعارف ہے۔ اور ہم ان کی زندگی میں مرزا صاحب کی زندگانی کا اثر صاف طور پہ دیکھتے ہیں۔ ہم ان کی وفات کو ایک قومی نقصان خیال کرتے ہیں۔ اور ان کے لکھوکھا مریدوں۔ دوستوں۔ رشتہ داروں اور مداحوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

(برھمہ پرچارک)

(۴)

مرزا صاحب کی وہ اعلیٰ خدمات جو انھوں نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں۔ واقعی بہت ہی

عہدِ گزشتہ کی یاد

از حضرت شبنم سرحدی بی۔ اے

زِ چشم چکید اشک ہائے عقیق
چو یاد آورم روزگارِ عتیق

یکے سوئے نیشِ فریقِ حسود
یکے سوئے نوشِ مسیحِ شفیق

ہر آنکس کہ گمراہ بود از ازل
شدہ مانعِ قاطعانِ طریق

ازاں شد دلِ ابنِ مریم ملول
خدا کردشادش بجامِ رحیق

کہ یاتُونَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق
وَ یَاتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق

نہ داند کسے سِرِّ قانونِ حق
خدا را بس است رازہائے دقیق

شدہ پارہ پارہ دلِ ہر لعیں
چو زد بر حصارش خدا منجنیق

مسیحِ زماں گشت مخدومِ خلق
خدا شد رفیقش جہاں شد رفیق

بیا و در اطرافِ دار الاماں
ببیں نقشۂ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق

تعریف کی مستحق ہیں۔ مرزا صاحب نے مناظرے کا بالکل رنگ بدل دیا تھا۔ اور ایک لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کردی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ ایک محقق ہونے کے۔ ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریا اور بڑے سے بڑے پادری کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔ جو بے نظیر کتابیں آریاؤں اور عیسائیوں کے مذہب کے رد میں لکھی ہیں اور جیسے دندان شکن جواب مخالفین اسلام کو دیئے ہیں۔ آج تک معقولیت سے ان کا جواب الجواب ہم نے تو کہیں دیکھا نہیں سوائے اس کے آریا نہایت بدتہذیبی سے ان کے پیشوایانِ اسلام کو گالیاں دیں اور کوئی معقول جواب نہ اب تک دیا اور نہ دے سکتے ہیں۔ اگرچہ مرحوم پنجابی تھے۔ مگر ان کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب میں بلکہ بلندیٔ ہند میں اسی قوت کا لکھنے والا نہ تھا۔ ایک پُرجذبہ اور قوی الفاظ کا انبار ان کے دماغ میں بھرا رہتا تھا۔ اور جب وہ لکھنے بیٹھتے تھے تو نچے تلے الفاظ کی ایسی آمد ہوتی تھی کہ بیان سے باہر ہے اگرچہ مرحوم کے اردو علم ادب میں بعض بعض مقامات پر پنجابی رنگ اپنا جلوہ دکھا دیتا ہے۔ توبھی ان کا پر زور لٹریچر اپنی شان میں نرالا ہے۔ اور واقعی ان کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ اور اردو علم ادب میں ترقی کرتے کرتے یہاں تک نوبت پہنچی کہ سوائے خال خال مقام کے اُن کا اردو لٹریچر ستھرا اور پاک ہوگیا ہے۔ مرحوم نے اگرچہ باقاعدہ تعلیم عربی ادب میں اور صرف نحو کی کہیں حاصل نہیں کی توبھی اپنی خداداد ذہانت اور طبیعت کی جودت سے اتنی قابلیت عربی میں پیدا کرلی کہ وہ بے تکلف عربی لکھ لیتے تھے اور عربی بولنے میں ان کو ذرا تامل نہیں ہوتا تھا۔ مرزا صاحب نے جو نمایاں ترقی اپنے قوت بازو سے حاصل کی اس کی نظیر ہندوستان میں بہت کم ملیگی۔ ان کے مرید نہیں عامی اور جاہل ہی لوگ نہیں۔ بلکہ قابل لائق گریجوایٹ یعنی بی۔ اے۔ ایم۔ اے اور بڑے بڑے فاضل مولوی بھی ہیں۔ موجودہ زمانہ کے ایک مذہبی پیشوا کیلئے یہ کچھ کم باعث فخر نہیں ہے کہ قدیم و جدید تعلیمیافتہ اُن کے مریدین جاویں۔ مرزا صاحب ترقی کے انتہائی عروج پر پہنچ گئے تھے اپنے ارادے کے پورے اور مستقل مزاج تھے۔ مرزا صاحب کا ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تعلیم یافتہ مریدوں تک کچھ ایسا تھا کہ اُن کی ہر حرکت پر اُن کے ہر لفظ اور اُن کے ہر دعوے پر آمنّا وصدقنا کی صدائیں اُن کے مریدوں میں بلند ہوتی تھیں۔ ان ہی آوازوں سے ہر شخص یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ مرحوم کو اپنی زندگی میں خدا کی طرف سے کتنی کامیابی حاصل ہوگئی تھی۔ (یونین گزٹ)

(۵)

یہ بات ہر طرح ثابت ہے کہ مرزا صاحب اپنی عادات میں سادہ اور فیاضانہ جذبات رکھنے والے تھے۔ ان کی اخلاقی جرأت جو انھوں نے اپنے مخالفین کی طرف سے سخت مخالفت اور ایذا رسانی کے مقابلہ میں دکھائی یقیناً قابل تحسین ہے صرف ایک مقناطیسی جذب اور نہایت خوشگوار اخلاق رکھنے والا شخص ہے۔ ایسے لوگوں کی دوستی اور وفاداری حاصل کر سکتا تھا۔ جن میں سے دو نے افغانستان میں جان دیدی (اب افغانستان میں تین اور مصر میں ایک اور شہید ہو چکے ہیں عرفانی) مگر مرزا صاحب کا دامن نہ چھوڑا۔ میں نے بعض پرانے احمدیوں سے ان کے احمدی ہونے کی وجہ دریافت کی تو اکثر نے سب سے بڑی مرزا صاحب کے ذاتی اثر اور انکے جذب اور کھینچ لینے والی شخصیت کو پیش کیا۔

(پادری والٹر ایم۔ اے سکرٹری وائی ایم۔ سی)

پیارے حبیب کی پیاری باتیں

حضرت مسیح موعودؑ کی روحانی تربیت

ابتدائی ایام میں جبکہ ابھی آپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا ایک مرتبہ آپ لودہانہ میں مقیم تھے ایک مولوی صاحب نے آپ سے سوال کیا۔ کہ جس مقام پر اب آپ پہنچے ہیں کس قدر منزلیں آپنے سلوک کی طے کیں اور ہر ایک منزل پر آپنے کیا دیکھا؟

فرمایا:۔ اگر کوئی شخص ڈاک گاڑی پر سوار ہو اور کلکتہ سے پشاور کو جاوے۔ اور اس سے پوچھا جاوے کہ راستہ میں کونسا تکیہ آیا۔ اور تونے کیا دیکھا۔ وہ کیا بتائے گا۔ اسیطرح اللہ تعالےٰ نے مجھے خود اپنے فضل سے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور ایسے طور پر کھینچ لیا اور ریاضت اور مشقت سے اتنی جلدی یہ منزل طے نہیں ہو سکتی۔ یہ تو جذبہ الٰہی ہے۔

پھر اس نے پوچھا کہ اس منزل میں پہنچکر آپکو کیا فائدہ حاصل ہوا؟

فرمایا

میرا ایمان اتنا قوی ہوگیا کہ میں تبلیغ حق میں کسی سے نہیں ڈرتا

یہ قوت ایمانی کیا ظاہر کرتی ہے؟ یہی کہ آپ مامور من اللہ تھے۔ کیونکہ کسی دوسرے کو یہ قوت نہیں مل سکتی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر توحید کا اتنا غلبہ تھا کہ دوسری تمام ہستیاں فی الواقع ہیچ تھیں۔ اور کوئی طاقت و قوت آپ کے اس جوش کو دبا نہیں سکتی تھی۔ پھر واقعات نے بتا یا کہ آپ اس میدان کے کیسے مرد کامل ہوئے۔ اپنوں اور غیروں نے ملکر ہر قسم کی ایذا رسانی اور تکلیف دہی کی کوشش کی۔ مگر آپ کا قدم آگے ہی بڑھتا گیا۔

حضرت مسیح موعود اور قومی ترقی

ایک مرتبہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے آپکے حضور جاپان میں تبلیغ اسلام کا سلسلہ چھیڑا۔ ان ایام میں آریہ لوگ ایک مشن جاپان میں بھیجنا چاہتے تھے اور ڈی۔ اے۔ وی کالج میں ایک جماعت جاپانی زبان کے لئے کھولی گئی تھی۔ ان تمام تحریکات کو پیش کرکے عرض کی گئی۔ اگر مناسب ہو تو سلسلہ حقہ کی اشاعت کے لئے جاپان میں تجویز کی جاوے۔ اس پر ایک لمبی تقریر فرمائی۔ جس کے بعض حصے یہ ہیں:۔

فرمایا:۔ ہر نبی اور رسول کا آخری زمانہ اس کے سلسلہ کی نصرت کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا بہت سا حصہ مصائب اور تکالیف میں گزرا تھا۔ اور فتوحات اور نصرت کا زمانہ آپ کی عمر کا آخری حصہ ہی تھا ہم بھی اپنی عمر کا بہت سا حصہ طے کر چکے ہیں۔ اور زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اب خدا کے وعدوں کے پورا ہونے کے دن ہیں۔ ہماری وہ حالت ہے کہ عدالت میں مدت سے کسی کا مقدمہ ہوتی ہے۔ اور اب فیصلہ کن دن قریب آ گئیں۔ ہمیں مناسب نہیں کہ اور طرف توجہ کرکے اس فیصلہ میں گڑبڑ ڈالیں۔ ہم چاہتے ہیں اس فیصلہ کو دیکھ لیں۔ اِس ملک میں جو جماعت تیار ہوئی ہے۔ ابھی تک وہ بہت ہی کمزور ہے بعض ذرا ابتلاء سے ڈر جاتے ہیں۔ اور لوگوں کے سامنے انکار کر دیتے ہیں۔

فرمایا فی الحال موجودہ معاملات میں ہی توجہ اور دعا کی ضرورت ہے۔ اور ہم خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں کہ معاملہ دور جانے والا نہیں۔ ایسے معاملات میں آریوں کے ساتھ ہماری کوئی مناسبت نہیں ہو سکتی۔ وہ قوم کو بڑھانا چاہتے ہیں اور **ہم دنیا میں تقویٰ اور نیکی کو قائم کرنا چاہتے ہیں۔** اگر ہم آریوں کی نقل کرنا چاہیں تو ان کی پیروی ہمارے لئے منحوس ہوگی۔ اور ہم کو وحی کرنے والے گویا دہی ٹھیریں گے۔ اگر خدا تعالیٰ جاپانی قوم میں کسی تحریک کی ضرورت سمجھے گا۔ تو خود ہم کو اطلاع دے گا۔ عوام کے واسطے امور پیش آمدہ میں استخارہ ہوتا ہے۔ اور ہمارے واسطے نہیں۔ جب تک پہلے خدا تعالیٰ کا منشاء نہ ہو ہم کسی امر کی طرف توجہ نہیں کر سکتے ہیں۔ ہمارا دارو مدار خدا تعالیٰ کے حکم پر ہے۔ انسان کی اپنی بنائی بات میں اکثر ناکامی ہوتی ہے۔ اگر خدا چاہے گا تو اسی ملک میں طالب اسلام پیدا کر دے گا۔ جو خود ہماری توجہ کرائے گا۔ اب آخری زمانہ میں ہم فیصلہ سننے کے انتظار میں ہیں۔ ہاں **سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ** میں اپنی جماعت کے سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ دن بہت نازک ہیں۔ خدا سے ہراساں و ترساں رہو ایسا نہ ہو کہ سب کیا ہوا برباد ہو جائے۔ اگر تم دوسرے لوگوں کی طرح بنو گے۔ تو خدا تم میں اور ان میں کچھ فرق نہ کرے گا۔ اگر تم خود اپنے اندر فرق پیدا نہ کرو گے۔ تو خدا بھی تمہارے اندر کچھ فرق نہ رکھیگا عمدہ انسان وہ ہے۔ جو خدا کی مرضی کے موافق چلے۔ ایسا انسان ایک بھی ہو۔ تو اس کی خاطر ضرورت پڑنے پر خدا ساری دنیا کو بھی غرق کر دیتا ہے۔ لیکن اگر ظاہر کچھ اور ہو اور باطن کچھ اور تو ایسا انسان منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے۔ سب سے پہلے دلوں کو تطہیر کرو۔ مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے۔ ہم نہ تلوار سے جیت سکتے ہیں۔ نہ کسی اور قوت سے

ہمارا ہتھیار صرف دعا ہے

اور دلوں کی پاک بزرگی۔ اگر ہم اپنے آپ کو درست نہ کرینگے تو ہم سب کے سب ہلاک ہوں گے۔ اگر خدا نہ چاہے تو جاپان میں کیا رکھا ہے۔ ہاں زبان سیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ دانستہ آپ کا اگر خدا کا ہمیں حکم ہو تو بغیر زبان سیکھنے کے آج ہی چل پڑیں۔ ہم ایسے معاملات میں کسی مشورے پر نہیں چل سکتے۔ خدا کی منشاء کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے

رفع القرآن فی زمان المسیح

۲۸ ستمبر ۱۹۰۵ء کو قبل دوپہر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک ترک صاحب نے بعض سوالات اس کے جوابات کے ضمن میں فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کے آثار میں یہ بھی رکھا تھا کہ اسوقت قرآن مجید اُٹھایا جائے گا۔ ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قرآن مجید کیسے اُٹھایا جائیگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے عقلمند سمجھتا تھا۔ اسوقت عام حالت جو ہے وہ نظر کر کے دیکھ لو۔ کہ قرآن مجید اُٹھ گیا ہے یا نہیں؟ یہودیوں کی حالت بھی مسیح کے وقت ایسی ہی تھی کہ ان میں قشر التوحید رہ گیا تھا۔ مغز نہیں۔ اب مسلمانوں کی بھی وہی حالت ہو رہی ہے۔ توحید کے مراتب ہوتے ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں کہ لا الٰہ الا اللہ کہدیا۔ اور کہدیا کہ بس توحید کے تمام مراتب طے کر چکے۔ اتنا تو شیطان بھی کہہ دیتا ہے۔ توحید کا اقرار عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی امر اللہ تعالےٰ کے قول کے خلاف نہ ہو۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کی محبت میں فانی ہو جاوے۔

شرک کی بھی قسمیں ہیں۔ شرک الجلی اور شرک الخفی شرک الجلی کی مثال عام ہے۔ بت پرستی وغیرہ۔ شرک الخفی یہ ہے کہ انسان کسی شے کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی طرح کرے اور اللہ تعالیٰ کیطرح محبت کرے یا خوف کرے یا اسپر توکل کرے۔ غرض کوئی جو اللہ تعالیٰ کے لئے جائز اور درست ہے کسی مخلوق میں تجویز کرنا یہ شرک ہے۔ شرک جلی کرنیوالے لوگ بتوں میں قدرت ایمان اور بتوں میں شفاعت کا مرتبہ یقین کرتے ہیں اور انھیں اذن کے ماتحت نہیں سمجھتے۔ بس بڑا بھاری نقص انسانوں میں پیدا ہوگیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رفع قرآن ہوگیا ہے اور وہ یہی ہے کہ توحید درست نہیں رہی اور ایمانی اور عملی حالت بالکل گر گئی ہے۔

تورات اور قرآن کریم کی تاثیرات

تورات کے ذریعہ کامل طور پر تزکیہ نفس نہیں ہوتا۔ یہودیوں کی سنگدلی اور ان کی دوسری بد اخلاقیاں پورے طور پر دور نہیں ہوئیں۔ قرآن مجید نے تزکیہ نفوس کرکے دکھادیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ دعویٰ قرآن مجید نے کیا ویزکیھم یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پاک کرتا ہے۔ اس لئے یہ فرمایا کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی۔ یعنی اگر چاہتے ہو کہ اللہ تعالےٰ کے محبوب ہو جاؤ تو اس کے لئے یہ راہ ہے کہ میرا اتباع کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الرسل ہیں۔ محض عناد اور حق پوشی ہے کہ آپ کی طرف توجہ نہ کی جاوے۔ پھر قرآن کریم کی تاثیرات دائمی ہیں۔ ہر زمانے میں اس کے آثار اور برکات پائے جاتے ہیں۔

یہ سلسلہ بھی اسی غرض سے اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے تاکہ ثابت ہو کہ

قرآن مجید کے برکات جاری ہیں

کیا تورات کے برکات کا نمونہ اسوقت پایا جاتا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آخری باتیں

اس عنوان کے نیچے جہاں تک ممکن ہے وہ امور درج کرنا چاہتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں آخری حیثیت رکھتے ہیں۔ یعنی اسکے بعد وہ کام پھر آپ نہیں کر سکے۔ یہ ایک نہایت ہی دلچسپ مضمون ہے اور مجھے یقین ہے کہ قارئین کرام اس سے ایک ایمانی بصیرت حاصل کرینگے۔ (عرفانی)

(۱)

قادیان میں آخری وحی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲۷ اپریل ۱۹۰۸ء کو لاہور تشریف لے گئے۔ اسی روز بوقت چار بجے صبح آپ پر یہ وحی ہوئی۔ جو آپ کی وفات پر دلالت کرتی تھی۔

مباش ایمن از بازیٔ روزگار

اس کے بعد قادیان میں کوئی موقعہ نہ ملا کہ آپ پر اللہ تعالےٰ کا کلام نازل ہو۔ اس لئے قادیان میں یہ آخری وحی تھی۔

(۲)

سب سے آخری وحی

لاہور میں آپ پر اللہ تعالیٰ نے سب سے آخری کلام جو نازل فرمایا وہ ۱۷ مئی ۱۹۰۸ء کو ان الفاظ میں ہوا:۔

انی مع الرسول اقوم

یہ اس دن کا واقعہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور کی تعلیمیافتہ جماعت اور رؤساء لاہور کو تبلیغ فرمانا چاہتے تھے۔ ۱۶ مئی ۱۹۰۸ء کی رات کو آپکی طبیعت ناساز ہو گئی۔ اور ۱۷ کی صبح کو آپ میں طاقت نہ تھی کہ تقریر کر سکیں۔ لیکن جب یہ الہام ہوا تو آپ وعدہ الٰہی کے موافق طاقت پا کر کھڑے ہوئے اور ایک زبردست تقریر فرمائی۔ اس سے پہلے جو الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہوئے وہ بھی آپ کی وفات پر دلالت کرتے تھے **الرحیل ثم الرحیل** **ڈرو مت مومنو**۔

(۳)

حضرت اقدس کی آخری تقریر لاہور میں

لاہور میں جو تقریر آپ نے سب سے آخری اور جو ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کو قبل عصر فرمائی۔ اس کے بعد آپ کو کسی تقریر کا موقع نہیں ملا۔ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے حضرت اقدس کی خدمت میں بذریعہ اپنے کسی خاص قاصد ایک خط بھیجا جس میں بعض مسائل مختلفہ فیہ پر زبانی گفتگو کرنے کی اجازت چاہی۔ اور وعدہ کیا کہ میں بہت نرمی اور پاس ادب سے گفتگو کروں گا۔ حضرت اقدس نے قبل عصر حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب سے ان کے متعلق دریافت کیا کہ وہ اخلاق کے کیسے ہیں مغضوب الغضب اور فوراً جوش میں آجانے والے یا بھڑک اٹھنے والے طبیعت کے تو نہیں ہیں؟ اس کے جواب میں بعض اصحاب نے عرض کیا کہ حضور ایسے تو نہیں۔ ان کی طبیعت میں نرمی پائی جاتی ہے۔ البتہ اگر بعض عوام کا ہجوم اُن کے ہمراہ ہوگا تو اندیشہ ہے۔

حضرت اقدس خود چونکہ پیغام صلح لکھنے میں مصروف تھے۔ اور فرصت نہ تھی۔ اسلئے حضرت اقدس نے مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب سے فرمایا کہ آپ ان کے خط کا جواب لکھدیں۔ اصل خط ان کا ہم بھیجدینگے۔ اور بے شک نرمی اور آہستگی سے ان سے ان مسائل میں گفتگو کریں۔ البتہ اس بات کا خیال رکھیں کہ ان کے ہمراہ ہوا چار معزز اور شریف آدمیوں کے اور زیادہ ہجوم نہ ہو۔ اور آپ بھی علیحدگی میں بیٹھ کر گفتگو کریں۔ اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔

اسی دوران میں کسی دوست نے ان کا یہ عقیدہ پیش کیا۔ کہ وہ حضرت عیسےٰ کو سولی پر لٹکائے جانے کے ہی قائل ہیں۔ اور وہ اپنے اس دعوے کی دلیل میں یہ آیت کریمہ **اذ کففت بنی اسرائیل عنک** الخ پیش کرتے ہیں اس پر حضرت اقدس نے

فرمایا

خلاف تواتر امور محسوسہ مشہودہ کی پرواہ نہ کر کے ایسی ایک راہ اختیار کرنا جس کی کوئی بھی دلیل نہیں۔ یہ عقل اور ایمان کے سراسر خلاف ہے۔ میں کوئی نئی بات پیش نہیں کرتا۔ اور نہ ہی میں کسی ایسی بے دلیل بات کے منوانے کی کوشش کرتا ہوں۔ جس کا قوی ثبوت اور بین شہادت کے واسطے اسوقت لاکھوں انسان موجود ہیں۔ قوموں کی قومیں اپنی متواتر اور متفقہ شہادت پیش کر رہی ہیں۔ اگر کسی کو کوئی شک شبہ ہو تو یہودی موجود ہیں۔ ان سے پوچھ لو کہ کیا وہ بھی اس بات کے قائل ہیں جو تم پیش کرتے ہو۔ دیکھو تواتر تو بجز کسی زبردست دلیل اور حجت نیرہ کے توڑ دینا۔ اور اس کی پرواہ نہ کرنا یہ بڑی بھاری غلطی ہے۔

تعجب کی بات ہے۔ اور یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ کسی دوسرے آدمی کو پکڑ کر خواہ مخواہ بے قصور سولی پر چڑھا دیا جاوے اور وہ چوں بھی نہ کرے۔ اور دہائی بھی نہ دیوے کہ میں تمہارا ساتھی ہوں۔ مجھے کیوں بے گناہ سولی پر چڑھاتے ہو۔ تمہارا اصل ملزم تو بچ گیا۔ اور میں جو کہ تمہارا ہی ساتھی ہوں۔ یہ میرا نام۔ فلانے ماں باپ کا بیٹا ہوں۔ یہ میرے رشتہ دار ہیں۔ مجھے کیوں مارتے ہو۔ جان کا معاملہ اور حقیقی موت کا نشانہ بننا ہے۔ اصل ملزم بچا جاتا ہے۔ ایک بے گناہ۔ بے قصور۔ بے تعلق آدمی سولی پر چڑھایا جاتا ہے۔ اور پھر تعجب یہ کہ بولتا تک نہیں۔ یہ بھید تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔

علاوہ وحی اور علم غیب کے جو ہمیں خدا نے محض اپنے فضل سے بخشا۔ اور مکالمہ مخاطبہ کا خاص فیضان جاری کر کے ہمیں اس نے ان امور میں حقیقی علم عطا کیا۔ ہمارا ضمیر اس کو ہرگز ہرگز قبول نہیں کرتا کہ اتنا بھاری تواتر اور کروڑوں انسانوں کی متفقہ شہادت بالکل غلط ہے۔ اور یہ سب جو سمجھے بیٹھے تھے ایک وہم تھا اور خیال غلط۔ دیکھو۔

تا نہ باشد چیزکے مردم نہ گویند چیزہا

میں نہیں سمجھتا کہ خدا کو ایسی کمزوری کی کیا ضرورت تھی۔ کیا وہ اعلیٰ روس الاشہاد مسیح کو بچانے پر قادر نہ تھا کہ اس کو ایسا ظلم روا رکھنا پڑا۔ اور ایک بیگناہ انسان کی جان خواہ مخواہ ہلاکت میں ڈالی

قرآن اور حدیث کے خلاف ایک نئی راہ نکال کر پیش کرنا اس کا بار ثبوت مدعی کے ذمہ ہے

میرا مطلب اس سے یہ ہے کہ یہ سب امور ایسے نہیں۔ کہ آسانی سے ان کو رد کیا جاوے۔ قرآن شریف میں صرف لفظ توفی ہی کو لے کر دیکھ لو کہ بھلا کسی مقام پر اس کے معنے بجز موت کے کچھ اور بھی ہیں۔ یا مع جسم عنصری آسمان پر اٹھائے جانے کے ہیں؟ یہی توفی کا لفظ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آیت کریمہ **اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک** غور کر کے دیکھ لو پھر یہی توفی کا لفظ ہے۔ جو حضرت یوسف کے حق میں وارد ہے پھر بھی ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ برخلاف نص قرآنی کے اور تمام انبیاء کے کیوں حضرت عیسیٰ کو یہ خصوصیت دیجاتی ہے

کتب احادیث میں قریباً تین سو مرتبہ یہی لفظ توفی کا آیا ہے لیکن کہیں بھی بجسد عنصری آسمان پر اٹھائے جانے کے معنے نہیں ہیں۔ جہاں دیکھو یہ لفظ موت ہی کے معنوں میں وارد ہوتا ہے۔

اصل میں جو شخص طالب حق نہیں۔ اور محض ایک قسم کی شیخی اور تکبر کے واسطے ایسی خواہش کرتا ہے۔ اس سے

مجھے بدبو آجاتی ہے

میں ایسے آدمی پر اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا جس کو حق کی سچی پیاس نہیں۔ اور جس کی تڑپ خدا اور رسول کے دین کے واسطے نہیں۔ بلکہ نفس کا بندہ اور نفس کی عزت و جاہ کے واسطے مرتا ہے

میرے پاس اگر کوئی شخص طلب حق اور خدا جوئی کی ہوس اور سچی تڑپ لے کر آتا ہے۔ تو مجھے اس سے ایک قسم کی

خوشبو آجاتی ہے

اور پھر میں اس کے واسطے اپنے بازو بچھا دیتا ہوں۔ اور اسکو اپنی آنکھوں سے قبول کرتا ہوں۔ اور جہاں تک مجھ سے بن پڑتا ہے میں اس کی خدمت کو اپنا فخر سمجھتا ہوں۔ مگر ایک ناپاک دل انسان جس میں شرارت پوشیدہ ہوتی ہے۔ اور وہ حق جو نہیں بلکہ دنیا طلب ہوتا ہے تو ہمیں اس سے بدبو آجاتی ہے اور پھر اس کے بعد ہم اس سے کلام کرنا پسند نہیں کرتے۔ خدا نے جس بات پر ہمیں قائم کیا ہے وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید میں حضرت مسیح موت کو صراحت سے ایک جا نہیں۔ بلکہ بیسیوں مقام پر ظاہر کر دیا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے فضل سے شہادت دیدی کہ اس کو مردوں کے ذیل میں دیکھا۔ اور کوئی امتیاز اس میں اور اس غیروں میں بیان نہیں فرمایا۔

آج ہندوستان میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ مرتد اسی بات ہو چکا ہے کہ نام کے مسلمانوں کے عقائد غلط سے عیسائیوں نے مسیح کی فضیلت ثابت کر کے اپنے مذہب نا واقف لوگوں کے سامنے اسے پیش کیا۔ اور ان کے اپنے ہی معتقدات میں سے ان پر ایسے الزام دیئے۔ جن کا جواب ان میں سے کسی سے بھی نہیں پڑا۔ مگر یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے اس کی کسی بھی خصوصیت کو قائم نہیں